ایک جہاں دیدہ اور ہمہ جو شخص کی کہانی ✻ رنگ رنگی کہانیوں میں سے چوتھی

دسویں اگست: آج ہمارا بحری جہاز بندرگاہ پر پہنچا۔ میں جب ساحل پر گیا تو کسٹم کے حکام نے مجھے خاصا تنگ کیا۔ اُن کا خیال تھا کہ میں غیر قانونی طور پر ہیرے اسمگل کر رہا ہوں۔ اُنھوں نے سارے جہاز کی تلاشی لی مگر کچھ برآمد نہیں ہوا۔ کسٹم کے اعلا افسر کو یقین تھا کہ خفیہ ذریعے سے ملی ہوئی اطلاعات صحیح ہیں لیکن تلاشی میں ناکام رہنے پر وہ مجھ سے بولا۔ ”کپتان! تم واقعی بہت ہوشیار ہو۔ اگر تم جیسے چند آدمی ریٹائر ہو جائیں تو ہمارے لیے ملازمت بے حد آسان ثابت ہو۔“

”آپ کو کسی نے غلط اطلاع دی ہوگی۔ مجھے آج تک ایک بار بھی اسمگلنگ کے الزام میں گرفتار نہیں کیا گیا۔ اس کے باوجود آپ ہر بار مجھ پر شبہ کرتے ہیں۔“

”گرفتار تو تم اس لیے نہیں ہو سکے کہ تم بے حد ذہین آدمی ہو۔“ اس نے زہرخند سے جواب دیا۔ ”ہمیں تو یہاں تک معلوم ہو چکا ہے کہ تم نے کبوتروں اور مرغیوں کے ذریعے بھی سامان اسمگل کیا ہے لیکن اس بار تمھارا کوئی [illegible] کارگر نہیں ہوگا۔ میں دیکھوں گا کہ تم کسٹم کے گیٹ سے خفیہ طور پر کوئی شے لے جانے میں کیسے کامیاب ہوتے ہو۔“

میرا خیال ہے آپ پر صورتِ حال واضح ہو گئی ہوگی کہ میرے پاس چار ہزار پونڈ کے ہیرے تھے جنھیں اس بندرگاہ کے ایک آدمی تک [illegible] میں پہنچانا تھا لیکن کسٹم والوں کو پہلے ہی کسی مخبر نے خبردار کر دیا تھا۔ انھیں میرے گزشتہ طریقِ کار کا علم بھی ہو چکا تھا۔ ویسے بھی میں ایک ہی ترکیب دوسری مرتبہ نہیں آزماتا۔ اس میں پکڑے جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ ہمیں [illegible] کو واپس جانا ہے اس لیے اُس وقت تک کوئی نہ کوئی طریقہ سوچنا ہی پڑے گا۔

گیارہ اگست: آج میں کسٹم کے دفتر گیا تھا۔ میرے پاس ایک بیگ بھی تھا۔ کسٹم کے ایک با اخلاق افسر نے مجھ سے دفتر کی طرف چلنے کی درخواست کی۔ وہاں دو ملازموں نے بڑی تفصیل سے میری اور میرے بیگ

ولیم ہوپ ہالجبین ✻ عارف محمود

کی تلاشی لی لیکن ظاہر ہے میں اتنا پاگل تو نہیں ہوں کہ ہیرے اپنے پاس رکھتا۔ تلاشی ختم ہونے پر افسر دوبارہ باہر چلا گیا۔ میں کپڑے پہننے کے لیے وہیں رکا رہا۔ اُس وقت مجھے ایک خیال سوجھا جو صد فی صد کامیابی کا ضامن تو نہیں تھا لیکن کوشش کر لینے میں کیا حرج تھا؟

میں نے باہر نکلنے سے پہلے اُن دونوں ملازموں سے دوستی گانٹھ لی۔ اُن کے نام وِشاک اور ریوس تھے۔ باتوں باتوں میں مجھے اُن کے گھریلو حالات سے بھی واقفیت ہو چکی تھی۔ میں گفتگو کے فن کا ماہر ہوں اس لیے جب میں اُن سے رخصت ہوا تو اُن سے سات بجے شام کو ایک ہوٹل میں ملنے کا وعدہ لے چکا تھا۔ اب انھی کے توسط سے میرا منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

۱۸ اگست:۔ اُس روز کی دعوت بہت کامیاب رہی بلکہ اس کے بعد پرسوں بھی اور کل رات بھی وہ میرے پاس آئے تھے۔ کل رات میں نے اُن کی دعوت جہاز میں کی تھی۔ موقع مناسب سمجھ کے میں نے اُن سے کہا کہ کیا وہ بیس بیس پونڈ کمانا چاہتے ہیں؟ دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا پھر وِشاک بولا۔ "جناب! بات یہ ہے کہ ہمیں بڑا محتاط رہنا پڑتا ہے۔ نوکری کا معاملہ ہے کوئی خطرہ مول لینے سے کیا فائدہ ہے؟"

"اس میں قطعاً کوئی خطرہ نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "میں نے جو طریقہ سوچا ہے وہ بے عیب ہے۔ آج رات تم لوگ میرا ایک بیگ ساتھ لے جانا اور کل اپنے دفتر میں اسے کہیں چھپا دینا۔ جب میں ساحل پر جانے کے لیے کسٹم کے گیٹ پہنچوں گا تو میرے پاس بالکل اسی قسم کا دوسرا بیگ ہو گا۔ ظاہر ہے تلاشی کے لیے مجھے اُس کمرے میں لے جایا جائے گا۔ تم میں سے ایک آگے بڑھ کر مجھ سے میرا بیگ لے لے لیکن موقع پا کر تلاشی لینے کے لیے وہ بیگ کھولے جو میں آج تمھیں دوں گا۔ واپسی کے وقت میرا دوسرا بیگ میرے حوالے کر دے۔ اتنا سا کام ہے۔ اس کے لیے میں بیس بیس پونڈ تم دونوں کو ابھی دیے دیتا ہوں اور میرا بیگ بھی تمھی رکھ لینا۔ تلاشی کے بعد وہ میرے لیے فضول ہو گا۔"

تھوڑی دیر بعد وہ لوگ مجھ سے رقم لے چکے تھے۔

۱۹ اگست:۔ کل صبح مجھے واپس جانا ہے اس لیے اگر آج یہ شے مطلوبہ آدمی تک پہنچی تو بہت بُرا ہو گا۔ میں نے بیس اگست تک یہ کام مکمل کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

بیگ لے کر میں گیٹ کی طرف جا رہا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنی گھبراہٹ پر قابو پایا۔ چار ہزار پونڈ خاصی بڑی رقم ہوتی ہے اور اس کے ضیاع کے ساتھ ساتھ جیل کی ہوا کھانے کا خطرہ بھی تھا۔ وہی خوش مزاج افسر مجھے کسٹم کے دفتر میں لے گیا۔ میں اندر جا ہی رہا تھا کہ ایک خلاصی نے سلام کر کے مجھے ایک خط دیا کہ "میں یہ خط جہاز سے آپ کے لیے لایا ہوں۔"

خط ٹائپ کیا گیا تھا اور اس میں مجھے اطلاع دی گئی تھی کہ کسٹم کے ملازم مجھ سے مخلص نہیں ہیں۔ مجھے ان سے محتاط رہنا چاہیے۔ خط کی اطلاع کے مطابق کسٹم کے حکام کو یہ علم بھی ہو چکا تھا کہ میرے پاس پورے چار ہزار پونڈ کے ہیرے موجود ہیں۔ آخر میں کسی کے دستخط نہیں تھے۔ صرف "ایک خیر خواہ" لکھا ہوا تھا۔

ظاہر ہے اس خط سے میری پریشانی میں اضافہ ہوا لیکن اب تو میں وہاں تک پہنچ ہی چکا تھا۔ واپسی کی کوئی سبیل نہیں تھی اور میرا منصوبہ پہلے ہی سے مرتب تھا اس لیے میں اندر چلا گیا۔ کمرے میں پہنچتے ہی مجھے ایک کونے میں وہ بیگ پڑا ہوا نظر آ گیا جو کل وِشاک اور ریوس جہاز سے لائے تھے۔ کم سے کم اس وقت تک وہ لوگ پوری ایمان داری سے میرا ساتھ دے رہے تھے ورنہ اب تک وہ بیگ افسران کے ہاتھ میں ہونا چاہیے تھا۔ کمرے سے ملحق کیبن میں پہلے میرے تمام کپڑے اتروا کے تلاشی لی گئی لیکن میرے پاس کیا تھا؟ اصل مسئلہ تو بیگ کی تلاشی کا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ دونوں مجھے دھوکا نہ دے جائیں۔ اصل میں اُن کا رویہ عجیب سا تھا۔ ریوس مجھ سے آنکھیں نہیں ملا رہا تھا، البتہ وِشاک پورے اعتماد سے کام کر رہا تھا۔

میں لباس پہن رہا تھا کہ طے شدہ منصوبے کے خلاف میرا وہ بیگ تلاشی کے لیے میز پر رکھ دیا گیا جو میں اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اُن کم بختوں نے مجھے دھوکا دیا ہے ورنہ انھیں وہ پہلا بیگ میز پر رکھنا تھا جو کل دیا گیا تھا۔

میرا بیگ کھولتے ہوئے وِشاک نے مسکرا کر میری طرف دیکھا جیسے مجھے پھنسا کر اس نے کوئی بڑا مقدس فرض سرانجام دیا ہو۔ البتہ ریوس کچھ شرمندہ تھا۔ مجھے سخت غصہ آ رہا تھا۔ اگر یہ لوگ اتنے ہی ایمان دار تھے تو آخر رشوت لینے کی کیا ضرورت تھی لیکن میں کیا کر سکتا تھا؟ اگر میں اُن کے افسر سے شکایت کرتا تو یہ بات میرے لیے مزید مشکلات کا باعث بن سکتی تھی۔ میرے بیگ کی تلاشی اتنی بے دردی سے لی گئی کہ شاید ہی اس کا کوئی ٹانکا سلامت رہا ہو۔ لیکن آخر وِشاک کے چہرے پر بھی پسینہ آ گیا کیونکہ اس کی اُمیدوں کے قطعی برعکس میرے بیگ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ کافی دیر بعد میں نے اُسے بتایا کہ مجھے تم دونوں پر پہلے ہی شک تھا اس لیے میں نے محض تمھاری آزمائش کے لیے ایسا کیا تھا اور بیگ میں کچھ نہیں لایا تھا۔ جیسے ہی وِشاک اور ریوس نے مجھے کلیر کیا، اُن کا افسر باہر چلا گیا اور میں شدید برہمی کے عالم میں اُن دونوں پر چڑھ دوڑا۔ "تم لوگ بہت بڑے دھوکے باز ہو۔ تم نے رشوت بھی لی اور مجھے پھانسنے کی کوشش بھی کی۔ اب اصولاً تمھیں میری رقم واپس کر دینی چاہیے۔"

وِشاک ہنسنے لگا۔ البتہ ریوس گھبرایا ہوا تھا۔ "مسٹر کپتان! ہماری ملازمت میں ایسے مواقع اکثر آتے ہیں۔" وِشاک بولا۔ "لوگ ہمیں رشوت نہیں، تحفہ دیتے ہیں جیسا کہ آپ نے دیا ہے۔ ہم تحفہ لینے سے انکار کر کے اُن کا دل کیوں توڑیں؟ البتہ ہمارے سرکاری فرائض اپنی جگہ ہیں۔ آپ اگر آیندہ بھی ہمیں تحفہ دینا چاہیں یا کھانے پر بلانا چاہیں تو ہم حاضر ہیں۔"

"جہنم میں جاؤ تم دونوں۔ اگر میں نے عقل مندی سے کام نہ لیا ہوتا تو اس وقت جیل میں ہوتا۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ کسی وردی والے پر ہرگز اعتبار نہیں

کرنا چاہیے، چاہے وہ سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ تم دونوں کا ضمیر بھی مر چکا ہے۔ آیندہ ہرگز مجھ سے کوئی واسطہ نہ رکھنا۔" میں نے اس طرح بکتے جھکتے اپنے دونوں بیگ سنبھالے اور دروازہ زور سے بند کر کے باہر چلا گیا۔ پھر میں شہر جانے والی بس میں بیٹھ گیا۔

شام کو جہاز میں واپس پہنچتے ہی میں نے وِشاک کے نام ایک خط لکھا۔

"پیارے وِشاک!

تم لوگوں نے اگرچہ میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، اس کے باوجود میں نے تمھیں معاف کر دیا ہے۔ ہماری آج صبح کی ملاقات خوش گوار نہیں تھی لیکن میرا خیال ہے، اب بھی کوئی ایسا طریقہ سوچا جا سکتا ہے جس سے تم اور میں فائدے میں رہیں اور تمھیں ضمیر کے خلاف کوئی کام نہ کرنا پڑے۔ کل جہاز واپس روانہ ہو جائے گا اس لیے کیا آج رات تم دونوں مجھے اسی ہوٹل میں کھانے پر مل سکتے ہو؟" فقط کپتان گالٹ

یہ خط میں نے ابھی کچھ دیر پہلے ایک ملازم کے ہاتھ روانہ کیا ہے۔ میں رات کو اسی ہوٹل میں جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ دونوں بھی ضرور آئیں گے۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ کوئی منصوبہ ادھورا چھوڑ دوں۔

۲۰ر اگست: کل رات میری توقع کے مطابق وہ دونوں ہوٹل پہنچے تھے۔ وِشاک حسبِ معمول مسکرا رہا تھا اور ریوس شرمندہ تھا۔ میں کھانے کا آرڈر دینے والا تھا کہ ریوس نے ایک لفافہ میری جانب بڑھایا۔ اس میں ۴۰ پونڈ کے نوٹ تھے۔ میں بہت خوش ہوا کہ ریوس نے اپنے ضمیر کی تسلی کے لیے یہ قدم اٹھایا ہے لیکن میں نے بظاہر حیران ہو کر پوچھا۔ "کیوں بھئی، یہ کیا ہے؟"

"یہ آپ کی رقم ہے مسٹر کپتان! میں اسے رکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ وِشاک جو چاہے کر سکتا ہے۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ رشوت دے کر آپ نے بھی کوئی اچھی حرکت نہیں کی تھی لیکن میں شروع ہی سے آپ کو دھوکا دینے کا ارادہ کیے ہوئے تھا اس لیے اسے قبول کرنا میرے لیے بھی مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ آپ اسے واپس لے لیں۔ میں اسی صورت میں مطمئن ہو سکے آپ کی دعوت میں شرکت کر سکوں گا۔"

"اور وِشاک! تمھارا کیا خیال ہے؟" میں نے دریافت کیا۔

"میں ریوس سے مختلف انداز میں سوچتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جو شخص رشوت دے کر ہمیں خریدنے کی کوشش کرتا ہے، سزا کے طور پر ہمیں اس کی رقم ضبط کر لینی چاہیے کیونکہ وہ ہماری توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔"

"بہت خوب وِشاک!" میں نے جواب دیا۔ "مختلف ضمیر مختلف طریقوں سے مطمئن ہوتے ہیں۔ بہرحال تم بیس پونڈ اپنے پاس رکھ سکتے ہو۔ — چونکہ ریوس ایسا نہیں چاہتا اس لیے مجبوراً میں یہ رقم واپس لے لیتا ہوں۔ آؤ، اب یہ قصہ بھول کر کھانا کھائیں۔"

بہت دیر بعد میں نے وِشاک کو سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔ ریوس بھی خاموشی سے سن رہا تھا۔ "دیکھو وِشاک!" میں نے کہا۔ "میں تمھیں رشوت دے کر تم سے کام لینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا بلکہ صرف یہ محسوس کرانا چاہتا تھا کہ ایسا ہو رہا ہے۔ خود سوچو، پورے چار ہزار کے ہیرے اسمگل کرانے کے لیے کل چالیس پونڈ کی رشوت کوئی رشوت ہوتی ہے۔ اگر میں اس معاملے میں سنجیدہ ہوتا تو تمھیں کم سے کم تین چار سو پونڈ دیتا۔ میں دراصل اس طرح تمھیں یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ ہیرے میرے دوسرے بیگ میں ہیں۔ ہوا بھی یہی۔ تمھاری تمام تر توجہ میرے دوسرے بیگ پر مرکوز رہی جبکہ وہ بیگ جو میں نے تمھیں کل دیا تھا، وہ شکوک و شبہات سے محفوظ رہا۔ تمھیں یہ گمان تک نہیں تھا کہ ہیرے اس بیگ میں ہیں۔ ——— میں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ تلاشی کے بعد وہ بیگ تمھارا ہو جائے گا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اگر تم نے ایمان داری سے کام لے کر میرا پہلا بیگ تلاشی کے لیے کھولا ہوتا تو اس کے ہینڈل سے ہیرے برآمد ہو جاتے لیکن میں نے بہت کم رشوت دی تھی اور تمھارے چہروں کی کیفیات سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تم لوگ میرا ساتھ نہیں دو گے بلکہ ترقی پانے کے لالچ میں مجھے پھنسوانے کو ترجیح دو گے۔ وِشاک! اب تمھیں پتہ چل گیا ہو گا کہ ناجائز کاموں میں بھی ایمان داری سے کام لینا فائدہ مند ہوتا ہے۔ میں نے ہر قدم پر نہایت کامیابی سے اپنے منصوبے کی تکمیل کی۔ میں کسٹم کے دفتر سے جب بکتا جھکتا دونوں بیگ اٹھا کر باہر نکل رہا تھا تو دل ہی دل میں مسکرا بھی رہا تھا۔ بہرحال میں نے دعوت پر بلاتے ہوئے تمھیں لکھا تھا کہ یہ تمھارے فائدے میں ہے۔ ظاہر ہے، اتنا اچھا کھانا کھانا بھی فائدے کی بات ہے اور اگر آیندہ تم چاہو تو اس کاروبار میں ہم دونوں کے لیے بہت سے دوسرے فائدے بھی موجود ہیں۔"